سوال

میں مسلمان عورت ہوں اور جاپان میں رہتی ہوں، یہاں کچھ معاملات کےلیے آئے ہوئے ایک سعودی شخص سے میرا تعارف ہوا میں نے اس سے شادی کرلی لیکن نہ تو اس شادی میں گواہ تھے اور نہ ہی اس نے مجھے کوئی مہر دیا، صرف بعض اوقات وہ مجھے کوئی چیز بطور تحفہ اور ہدیا دیتا تھا، یہ علم میں رہے کہ وہ سعودیہ میں شادی شدہ ہے، میں نے اسے کہا کہ وہ مجھے اپنے ساتھ سعودی عرب لے جائے، یا پھر کسی ایسی قریب جگہ جہاں قریب رہ کر زندگی بسر کی جاسکے، لیکن وہ انکار کرتا ہے اور کہتا ہے ایسا ممکن ہی نہیں، میں بہت پریشان ہوں، اس لیے آپ یہ بتائیں کہ اس پر میرا حق کیا ہے اور میں اس سے کس چیز کا مطالبہ کرسکتی ہوں ؟

جواب

الحمد للہ

اول :

نکاح میں نکاح کے ارکان اور شروط کا ہونا ضروری ہے اس میں عورت کا ولی، اور دو گواہ شامل ہیں، اس لیے اگر نکاح میں ولی اور گواہ نہ ہوں اور لوگوں میں نکاح کا اعلان نہ کیا جائے تو یہ نکاح صحیح نہیں ہے

اور اگر نکاح میں صرف ولی نہ ہو تو جمہور علماء کے ہاں نکاح صحیح نہیں، لیکن بعض فقہاء کے ہاں صحیح ہے، اور اگر گواہ نہ ہوں لیکن لوگوں میں اعلان کیا گیا ہو تو بعض اہل علم کے ہاں یہ اعلان ہی کافی ہے

اور پھر مسلمان عورت کے ولی کا مسلمان ہونا ضروری ہے اور اس کا ولی اس کا بیٹا اگر ہو اس کے بعد اس کا باپ پھر دادا پھر اس کا بھائی ولی ہوگا، اسی طرح عصبہ شخص جو قریبی ہے اس کے بعد اس کے بعد والا

اور اگر اس کا ولی مسلمان نہ ہو تو مسلمان قاضی اس کی شادی کریگا، اور اگر مسلمان قاضی بھی نہ ہو تو پھر اسلام سینٹر کا چئرمین وغیرہ اس کی شادی کریگا، یا پھر اس کی رضامندی سے عام کوئی بھی مسلمان شخص اس کا نکاح کریگا

عورت کےلیے مہر کا ہونا ضروری ہے چاہے تھوڑا ہی ہو اور اگر عقد نکاح میں مہر ذکر نہ کیا گیا ہو تو نکاح صحیح ہے لیکن اسے مہر مثل ملے گا؛ یعنی اس کےلیے اتنا مہر دینے کا حکم دیا جائیگا جتنا اس طرح کی عورتوں کو اس کے علاقے میں مہر دیا جاتا ہے

چاہے آپ کا نکاح صحیح ہے یا فاسد مہر آپ کا حق ہے، اور اگر آپ کا بچہ پیدا ہوا ہو تو اسے اس کی باپ کی طرف منسوب کیا جائیگا

اور ولی اور گواہ اور اعلان نہ ہونے کی حالت میں نکاح فاسد ہونے کی صورت میں آپ کو چاہیے کہ اس شخص کو اپنے قریب مت آنے دیں، حتی کہ صحیح نکاح نہ ہوجائے، اور پھر نکاح کی تصدیق اور معاملات آپ کے ملک میں سعودی سفارت خانہ سے ہونی چاہیے تاکہ مستقبل میں آپ اور آپ کی اولاد کے حقوق محفوظ رہیں

دوم :

خاوند کو چاہیے کہ وہ بیوی کے شان شایان رہائش کا انتظام کرے، اور جتنے اخراجات کی محتاج ہے وہ بھی اس کو دے، بیوی کو ایسے علاقے اور ملک میں نہ چھوڑے جہاں وہ محفوظ نہیں

اور نہ ہی بیوی کی رضامندی کے بغیر چھ ماہ سے زائد اس سے دور رہے، اور جہاں اس سے شادی کی ہے وہاں اس کا کام اور ملازمت یا تعلیم یا تجارت وغیرہ ختم ہو جائے اور وہ اپنے ملک جانا چاہے تو اس پر واجب ہے کہ وہ بیوی کو اپنے ساتھ لائے، اور کم از کم اسے اس شہر کے قریب دوسرے شہر میں رکھے جہاں اس کی دوسری بیوی رہتی ہے، تاکہ پہلی بیوی کے ساتھ معاملات کو صحیح کر سکے

اگر وہ بیوی کو اس کے حقوق دینے سے انکار کرے، یا پھر اپنے ساتھ لے جانے سے انکار کرتا ہے اور جہاں اس نے شادی کی بیوی کو وہیں اس مدت جو ہم بیان کر چکے ہیں سے زیادہ چھوڑنا چاہے اور بیوی اس پر راضی نہ ہو تو بیوی کو طلاق طلب کرنے کا حق حاصل ہے

ہم ان مسلمان عورتوں کو جو آپ جیسے ممالک میں رہتی ہیں انہیں نصیحت کرتے ہیں، اور ان عورتوں کے اولیاء کو بھی ہماری نصیحت ہے کہ جو بھی ان سے شادی کرنا چاہے وہ اس کے متعلق مکمل طور پر تحقیق اور باز پرس کر لیں تاکہ ان کی بیٹیوں کو وہ لوگ دھوکہ نہ دیں جو ان کے ملک میں تجارت یا تعلیم یا سیر و سیاحت کے لیے آئے ہیں

کیونکہ بہت سارے ایسے افراد شادی کے معاملہ میں سنجیدہ نہیں ہوتے، اور نہ ہی وہ اسے پختہ عہد اور گھر بنانا چاہتے ہیں کہ ایک نئے خاندان کی بنیاد رکھی جائے، بلکہ ان کا ارادہ اور نیت تو صرف اپنی شہوت پوری کرنا اور عیش و عشرت ہوتی ہے

اس لیے جب وہ اپنی ضرورت پوری کر لیتے ہیں تو وہ ملک چھوڑ کر چلتے بنتے ہیں اور بیوی کو وہیں چھوڑ کر بعض اوقات اولاد بھی وہیں چھوڑ کر انہیں پوچھتے تک بھی نہیں لیکن :

عنقریب اللہ تعالی انہیں پوچھے گا جو کچھ وہ کر رہے ہیں المآئدۃ (14).

واللہ اعلم.